



انکھا قتل

نعمان قدوائی

ایک ایسے انوکھے قتل کی عبرت انگیز داستان
جو آپ کو انگلی دانتوں تلے دبائے پر مجبور
کر دے گی۔

سرحد پار سے قیسری سیٹی کافی

”نہیں انسپکٹر میں ہرگز نہیں بتاؤں گا۔“
شرجیل نے اذیت ناک لہجے میں کراہتے ہوئے

کہا۔

”نہیں تمہیں بتانا پڑے گا“ انسپکٹر نے اس کے شانے
کے پاس سے کٹے ہوئے ہاتھ کے تازہ زخم پر نیبو مزج
اور نمک سے ملا ہوا سیال مرکب ڈالتے ہوئے کہا۔
شرجیل تکلیف کی شدت سے تڑپ اٹھا۔ اس کی
آنکھ سے آنسو رواں ہو گئے۔ بڑے درد ناک لہجے میں
اس نے کہا۔

”میں نے آپ کو بتا دیا ہے کہ میں اپنے باپ کو قتل کر چکا
ہوں میں نے ہی اسے قتل کیا ہے۔ میں قرار کرتا ہوں
آپ میرا بیان ٹیپ کر لیجیے، گواہوں کو بلا لیجیے میری ماں
کو طلب کر لیجیے۔ اس اذیت کی کوٹھری میں مجھ پر عذاب
تم مت ڈھلیئے۔ میں مرنا چاہتا ہوں۔“

”مگر تم تمہیں مرنے نہیں دیں گے۔“
”کیوں؟“ شرجیل نے دریافت کیا۔

”اس لیے کہ تم ہم سے بہت اسم راز چھپا رہے ہو۔
تمہارے باپ نے تمہارا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ کیوں؟ پھر تم
نے اسے قتل کیا کیسے؟“ ان دونوں سوالات کا جواب
جب تک نہیں دو گے۔ ہم تمہیں اسی طرح ناقابل برداشت
ایذا پہنچاتے رہیں گے۔ بتاؤ تم نے اسے کیوں قتل کیا۔“
انسپکٹر نے اس کے زخموں کو اپنی چھری کی نوک سے چھیدتے
ہوئے کہا۔

”اس لئے کہ اس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا۔“ شرجیل نے
جواب دیا۔

”مگر اس نے تمہارا ہاتھ کیوں کاٹا؟“ انسپکٹر غصے سے
دھاڑا۔ اس کے منہ سے ان گنت گالیاں نکل رہی
تھیں۔

”تمہیں بتانا پڑے گا۔“ اور یہ کہہ کر انسپکٹر نے ایک بار
پھر اس کے زخموں پر نمک مزج نیبو کا کسیر ڈالتے ہوئے
اپنے ماتحت افسر کو بلا کر کہا۔ ”جاؤ اس کی ماں کو یہاں بلا
لاؤ۔ فوراً! اور پھر شرجیل سے مخاطب ہو کر دریافت کرنے



چاک کرنے کی نہ سمجھتا ہے نہ جبارت۔ اور یہ کہہ کر شرجیل پر غفلت طاری ہو گئی۔

مھوڑی ویر بعد ٹارچر ہاؤس میں شرجیل کی ماں اُمّی اور جب اسے معلوم ہوا کہ اس کے بیٹے پر کون سے ستم توڑے جا رہے ہیں اور کتنی بھیا تک، وہ ہشت ناک سزائیں دی جا رہی ہیں تو وہ بے اختیار اپنے پچیس سالہ جوان، حسین اور صحت مند لڑکے کے جسم سے لپٹ کر رونے لگی۔ انسپکٹر نے یہ منظر دیکھ کر شرجیل کو ہوش آور وادی اور پھر اس سے وہی سوالات کیے جن کے جوابات انتہائی کرب ناک ایذا رسانی کے باوجود شرجیل نے نفی ہی میں دیئے۔

جب شرجیل پر ڈھلے جانے والے مظالم کی انتہا ہو گئی تو اس کی ماں کے ہاتھوں سے ضبط کا دامن چھوٹ گیا۔ وہ بے تابانہ انداز میں انسپکٹر سے لپٹ کر اسے مزید ظلم کرنے سے روکنے لگی۔

”تو۔ ماں تم بتاؤ کہ یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ اگر تکاپ قتل کے سبب اور بہت سے جرائم پر پڑے ہوئے غلام چاک ہو جانے دو درمیں تمہارے بیٹے کی کھال اڑھٹ کر اس میں جھس جھڑو لگا۔ اس کو اتنی ایذا میں پہنچاؤں گا کہ لوگ چنگیز خان سے جبر و تشدد کی داستانیں بھول جائیں گے۔“

لگا۔ آخر کار تم کو پھانسی کے تختے پر چڑھنا ہے۔ تم کوئی بات چھپاؤ یا چھپاؤ۔ تم اقبال جرم بھی کر رہے ہو۔ ہمارے پاس مکمل عینی شہادتیں بھی موجود ہیں جن میں تمہاری حقیقی ماں اور حقیقی بھائی شامل ہیں۔ دنیا کی کوئی ماں اپنی کوکھ

سے جنم دیئے ہوئے بچے کے خلاف غلط شہادت نہیں دے سکتی۔ اچھا یہ بتاؤ کہ تم قتل کی وجہ بتانے سے کیوں گریزاں ہو؟ اس لیے کہ میں اس بھیا تک منظر کو بیان نہیں کر سکتا۔ جس کا ورد میرا باپ آئے دن کیا کرتا تھا۔ میرے جسم پر اس خیال سے رزہ طاری ہو جاتا ہے۔ میرا دل کھٹنے لگتا ہے۔ مجھے خوف اور دہشت سے لنگھی آنے لگی ہے۔ اگر میں نے وہ سب بتانا شروع کیا تو اصل بات تک پہنچتے پہنچتے میرا دم نکل جائے گا۔ شرجیل نے زخم کے درد اور کرب سے کراہتے ہوئے کہا۔

”مگر تم کو تو ہر حال مرنے ہے۔ انسپکٹر نے کہا۔“ بے شک میں نے قتل کیا ہے۔ اور میں دنیا میں اپنے اس باپ کا قاتل بن کر زندہ نہیں رہنا چاہتا ہوں جسے دنیا عیاںت گزار، پارسا اور نیک سمجھتی ہے۔ میں اب کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔ اس راز کا پردہ

یہ سن کر شرجیل کی ماں نے کہا ”اچھا میں تمہیں ساری داستان سناتی ہوں“

”واقعی میرے لڑکے نے میرے شوہر اور اپنے باپ کو قتل کیا ہے۔ میرے شوہر نے جس بات سے نا اہل ہو کر اپنی تلوار سے اس کا ہاتھ جڑ سے اڑا دیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ میرا شوہر طرح طرح کے عملیات کا ماہر تھا بقول اس کے جلیث روحیں اس کی تابع تھیں بڑے بڑے بھوت اس سے کانپتے تھے۔ اسے لوگوں سے پیسہ کمانے کا شوق تھا۔ وہ ان کو تعویذ گندے دیتا تھا پھر نہ جانے کس خیال سے اس نے اپنے اس عمل کے برعکس غریب محتاج اور بے ہمارا عورتوں اور ضعیف لوگوں کی ہر طرح مدد کرنا شروع کر دی ہیں اس کی تار یک کو ٹھری میں جہاں صرف ایک موم بتی کی ہلکی سی روشنی ہوتی تھی درازوں میں سے جھانک کر دیکھا کرتی تھی کہ اس کے چراغ جلاتے ہی ایک معصوم بچہ روتا بلکتا تاریکی سے شمع کی روشنی کے سامنے آ کر دودھ مانگتا شروع کر دیتا تھا۔ اور وہ اس سے کہتا کہ میرا فلاں کام کرو تو دودھ پلا دوں گا۔

وہ روتا بلکتا بچہ اس کے کہے ہوئے حکم کی تعمیل کر کے جب واپس لوٹ کر دودھ مانگتا تو میرا شوہر چراغ بجھا دیتا جس کے بجھتے ہی وہ روتا ہوا بچہ غائب ہو جاتا تھا۔ اس نے اکثر چراغ جلائے اور بچے سے کہا کہ جب وہ کسی سیٹھ کی تجوری سے کوئی بڑی رقم لا کر دیدے گا تو اسے دو رو پلا دیا جائے گا لیکن اس نے بے تحاشہ دولت جمع کرنے کے باوجود بھی اس بچے کو دودھ نہیں پلایا اور وہ ہمیشہ روتا بلکتا ہی رہا۔ ایک روز میں نے اس کی سفائی کے خلاف سخت احتجاج کیا تو اس نے مجھے سمجھاتے ہوئے کہا کہ جس دن اس کو دودھ پلایا جائے گا تو وہ پھر چراغ جلائے سے کبھی حاضر نہیں ہوگا۔ اور اس کی وہ محنت شاد کار ت چلی جائے گی جس کے ذریعے اس نے اس بچے کی روح کو اپنا تابع بنایا تھا۔ اتنا کہہ کر وہ کسی سوچ میں پڑ گئی۔ شرجیل آنکھیں بند کیے پڑا رہا۔ اور انیسٹر حیرت زدہ اور مبہوت ہو کر قہقہہ سناتا رہا۔ پھر وہ کہنے لگی۔

”عمل کے تحت اس نے منگل کی اس چاند رات کو جب چودھویں کا چاند ہوتا تھا کسی مرگھٹ میں دفن شدہ بچے

کو نکالا۔ پھر اس کو جلا کر تھوڑی سی چربی اس کے جلے ہوئے جسم کے گردوں سے نکالی۔ پھر اس کو جلا کر اس نے تین اقل تک مکئی تالاب میں کرکڑاٹی سر دی میں برہمنہ جسم کے ساتھ آدھا جسم پانی کے اندر رکھتے ہوئے جنت منتر پڑھے

اس دوران وہ کسی سے نہیں بولا۔ اور پھر تین دن رات کے منٹروں کے بعد اس نے حاصل شدہ چربی پر پھر نکالا اب وہ چربی والا تیل تیار تھا جس کو اس نے ایک پرانے کانسنے کے پیالے میں ڈال کر اس میں بتی لگائی اور اس طرح اس کا وہ عمل پورا ہو گیا کہ جب بھی اس نے اس کی چربی والا چراغ جلایا تو وہ بچہ بلکتا، روتا چنجیٹا، سکتا حاضر ہو جاتا تھا۔

ایک دن یہ منظر میرے شرجیل نے دیکھا تو اس نے روتے ہوئے اس منظر کا منظر سے ذکر کیا۔ میں نے اسے منع کیا کہ باپ کے معمولات میں دخل اندازی نہ کرے لیکن اس فرمانبردار لڑکے نے اپنے باپ سے کہا کہ وہ اس ظلم و ستم کو بند کر دے۔ لیکن اس کا باپ نہیں مانا اور دونوں میں سخت جھگڑا ہو گیا۔

آخر ایک دن شرجیل نے موقع پا کر اس چراغ کو جڑ کر کسی کنوئیں میں پھینک دیا۔ باپ نے غصہ میں آ کر قریب رکھی ہوئی تلوار سے اس کا پورا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ شرجیل نے غصے میں آ کر باپ کے پسٹول کو اپنے دوسرے ہاتھ میں لے کر تین فائرے درپے اس پر چھوٹک دیے۔ اور اس طرح اس کا باپ مر گیا۔ یہ کہہ کر شرجیل کی ماں زار و قطار رونے لگی

انیسٹریہ داستان سن کر سکتے میں آ گیا۔ پھر اس نے وعدہ کیا کہ وہ شرجیل کو قانون کی گرفت سے بچانے کی کوشش کرے گا لیکن شرجیل واقعی اس داستان کو سننے کی تاب نہ لا کر خود ہی اس دنیا سے گذر چکا تھا۔

محمد سجاد بھٹی 03045503086 کتابوں کا دیوانہ

